

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف کیا ہے؟ بعض علماء کرام اس دور میں اس بار پر بہت زور دے رہے ہیں کہ کھالیں صرف اور صرف مساکین اور محتاجوں کا حق ہے۔ مجاہدین کو قربانی کی کھالیں دینا درست نہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

زندگی کے تمام مسائل کی طرح قربانی کی کھاؤں کے مصرف کے لئے بھی ہمیں قرآن و سنت کو دیکھنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ معلوم ہو جانے کے بعد ہمیں اس پر کاربند رہنا ہوگا اور یہی مومن کی شان ہے۔ قربانی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو عیادہ کے موقع پر حرم میں کی جاتی ہے، دوسری وہ جو عید الاضحیٰ کے موقع پر تمام دنیا کے مسلمان اپنے اپنے گھر میں کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں پہلی قسم کی قربانی کے متعلق فرمایا گیا:

فَكُلُوا مِنبَاوًا طَيِّبُوا النَّفَاحَ وَانْمَعَتْ... ٣٦... الْحَجَّ

”تم اس میں سے کھاؤ اور ان کو دو جو مانگتے نہیں اور جو مانگتے ہیں۔“ (الحج: ۳۶)

دوسری قسم کی قربانی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((کَلُوا وَ اطْعَمُوا وَادْخُرُوا))

”کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرلو۔“ (بخاری و مسلم، بحوالہ نیل الاوطار، ص ۱۲۷، ج ۵)

اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت خود بھی کھائے اور احباب و اقرباء و مساکین کو بھی دے۔ قربانی کی کھانوں کا مصرف بھی وہی ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے یعنی خود بھی استعمال کر سکتا ہے احباب و اقرباء کو بھی دے سکتا ہے اور صدقہ بھی کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے: "أم المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کے دنوں میں بادیہ والوں کے کچھ گھرمہ میں نہ لگتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن کے لئے گوشت رکھ کر باقی صدقہ کر دو۔ جب بعد والا سال گیا تو لوگوں نے کہا: "لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیزے بناتے اور چربی پچھلاتے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بات کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو تمہیں صرف ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو باہر سے لگتے تھے۔ اب کھانا اور ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔" (صحیح مسلم، کتاب الاضاحی حدیث ۱۹۷۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گوشت کی طرح کھال خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔ دوستوں، رشتہ داروں کو بھی دے سکتا ہے اور صدقہ بھی کر سکتا ہے۔ البتہ دوسری احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے گوشت یا کھال فروخت کر کے اس کی رقم استعمال نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کھال صدقہ کر دے اور گوشت کا زیادہ سے زیادہ حصہ بھی صدقہ کر دے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر ایسا ہی کیا تھا۔ صحیح بخاری میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بَدَنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بِدَنِهِ كُلِّهَا لِحُومِهَا وَجُلُودِهَا وَجَلْبَانِهَا))

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی نٹھرائی کریں اور تمام قربانیوں کی گوشت اور ہڈیوں کو ان کے چل تقسیم کر دیں۔" (صحیح بخاری ۲۳۲، اصح المطابع)

صحیح مسلم میں یہ لفظ ہے "وَأَن تَصَدَّقَ بِهِمَا" مجھے حکم دیا کہ میں ان کا گوشت اور بھڑے اور جل صدقہ کر دوں۔"

جو لوگ کہتے ہیں کہ کھالیں صرف فقراء و مساکین کا حق ہے ان پر لازم ہے کہ مذکورہ بالا احادیث کے مقابلے میں ایسی حدیث پیش کریں کہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ کھالیں صرف فقراء و مساکین کا حق ہے اور ایسی حدیث کو بھی جسے بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ہمارے جن مہربانوں نے فتویٰ دیا ہے کہ مجاہدین کے لئے کھالیں جائز نہیں اور جن لوگوں نے انہیں کھالیں دی ہیں، ان کی قربانیاں ضائع ہو گئیں انہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ قربانی کی کھالیں صرف فقراء و مساکین کا حق ہے تب بھی ان کے سب سے زیادہ مستحق مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہے اور جہاد میں مصروفیت کی وجہ سے کاروبار نہیں کر سکتے۔ خود اللہ نے صدقات کا مصرف یہ لوگ قرار دیتے ہیں :

'' صدقات ان فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ (جہاد) میں روکے ہوئے ہیں، زمین میں (کاروبار وغیرہ) کے لئے سفر نہیں کر سکتے، سوال سے بچنے کی وجہ سے ناواقف انہیں غنی گمان کرتا ہے تو انہیں ان کی علامت سے پہچانے گا۔ لوگوں سے جھٹ کر سوال نہیں کرتے۔ '' (البقرہ: ۲۷۳)

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ان مہربانوں کو بھی جہاد میں مصروف نوجوانوں کی حالت سے واقفیت نہیں ہے کہ وہ معاشی طور پر کتنے مشکل حالات میں ہیں۔ خود مرکزالدعوۃ والاارشاد کے معسکرات میں دیکھا ہے کہ دورۂ خاصہ کی تین ماہ کی شدید ترین ٹریننگ کے دوران بعض اوقات مرکز کے لئے ایسے مشکل حالات پیش آ جاتے ہیں کہ وہ جہاد کی تربیت میں مصروف نوجوانوں کے لئے اسلحہ اور لباس کا مکمل انتظام بھی نہیں کر سکتے۔ مگر آفرین ہے ان نوجوانوں پر جو بعض اوقات پچھلے پرانے کپڑوں اور سادہ چیل کے ساتھ سخت پہاڑوں پر یہ دورہ مکمل کرتے ہیں مگر نہ اُف کرتے ہیں، نہ حرف شکایت زبان پر لاتے ہیں اور نہ ہی کسی سے سوال کرتے ہیں۔ ہاں ناواقف لوگ ان کی خودداری اور پھرے کی بہتک دیکھ کر یہی کہتے ہیں کہ ان کے پاس بے شمار دولت ہے۔

تو غور کرنا چاہیے کہ اگر مجاہدین فی سبیل اللہ پر خرچ کرنے سے قربانی ضائع ہوتی ہے تو مدارس کے طلباء پر قربانی کی کمال صرف کرنی کس طرح جائز ہے اور دونوں کا فرق کیا ہے۔ بعض علماء مجاہدین کی مخالفت کرتے ہیں اور مدارس کے لئے کمالیں مانگتے ہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں پر خرچ کرنا چاہیے۔ کمالیں حسب ضرورت مجاہدین اور مدارس سب کو دینی چاہئیں۔ ہم نے کتاب وسنت کی تعلیم دینے والے مدارس کو ہمیشہ اپنے ادارے سمجھا ہے۔ تعلیم بھی ضروری ہے اور جہاد بھی۔ اسلام کے ایک فریضے کو ماننا اور دوسرے کی مخالفت کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اگر حقیقت دیکھی جائے تو ان مدارس و مساجد کی حفاظت کے لئے بھی جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف نوجوانوں پر خرچ کرنا لازم ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو سرقند، بخارا اور ہندوستان و ہسپانیہ کی مساجد و مدارس کا حال ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حدا مہدی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج 1

محدث فتویٰ